مقاصدِ شریعت کے حصول میں "یُسر" اور "رَفْعُ الْحَرَجِ وَالْمَشَقَّةِ" کا کردار

ڈاکٹر محمد نواز☆

ABSTRACT

Simplicity is a dinstictive feature of Din-e- Islam. Its teachings are easy to follow. This is a dynamic world, whenever there are dificulties and problems in performing the religious duties, Allah Almighty gives relaxation in the duty-bounds so that the followers may easily achieve the true spirit of Shariah. Allah does not impose the duties on the followers which they cannot perform. Instead, in case of dificulties and problems, some duties are relaxed or delayed; some are allowed to be perfoemed before time; while others are waved off. This research will attempt to analyze, in the light of Quran and Sunnah, the importance of facilitation and alleviation of dificulties for achieving Shariah objecties.

☆ اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات (dr.nawaz@uog.edu.)

مقاصدِ شریعت کے حصول میں "یُسر" اور "رَفعُ الحَرَجِ وَالمَشَقَّةِ" کا کردار

ڈاکٹر محمد نواز☆

دین اسلام کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ انتہائی آسان دین ہے اس کی تعلیمات پر عمل کرنا، اس کے پیروکاروں کے لئے آسان ہے۔ دنیا میں ہمیشہ حالات ایک جیسے نہیں رہتے۔ جب کبھی معاملات اور معمولات کی بجا آوری میں پیروکاروں کو مشقت اور تنگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ احکامات میں آسانی پیدا کر دیتا ہے تا کہ مکلفین کے لئے اس آسانی کے ذریعے مقاصدِ شریعت کا حصول ممکن ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان احکامات کا مکلّف نہیں بناتا، جن کی ادائیگی ان کیلئے ناممکن ہو۔ بلکہ تنگی اور مشقت کی صورت میں آسانی پیدا کرنے کے لئے بعض احکامات کی ادائیگی میں کمی کر دی جاتی ہے اور بعض کو مؤخر کر دیا جاتا ہے، بعض ماموارت کو وقت سے پہلے ادا کرنے کی اجازت دے دی جاتی ہے اور بعض کو ساقط کر دیا جاتا ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ مقاصدِ شریعت کے حصول میں آسانی پیدا کرنے اور تنگی دور کرنے کا کردار کتنی اہمیت کا حامل ہے۔

مقاصدِ شریعت کے حصول کے لئے "یُسرٌ" (۱) اور "رَفعُ الحَرَجِ وَالمَشَقَّةِ" (۲) اہم وسائل شرعیہ ہیں لہٰذا ان کا معنی ومفہوم بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ یُسر کا معنی ومفہوم:

"یُسر" کا لغوی معنی کسی شیء کا کھلنا، ظاہر ہونا، (۳) معاملہ آسان ہونا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کیلئے احکام میں آسانی پیدا کرنا ہے۔ (۴) جبکہ اصطلاح میں احکام شرعیہ میں تخفیف اور آسانی پیدا کرنا "یسر" ہے طبری نے مکلفین کیلئے احکام میں سہولت اور تخفیف پیدا کرنے کو "یُسر" کا نام دیا ہے۔ (۵)

۲۔ حَرَج کا معنی ومفہوم:

حَرَج کا لغوی معنی گناہ، تنگی اور حرام ہے اسی طرح وہ گھنے درخت جن میں کسی شئے کا دخول وخروج ممکن نہ ہو انہیں بھی حرج کہتے ہیں۔ (۶) "رَجُلٌ حَرِجٌ" کا معنی گناہگار آدمی جبکہ "صَدرٌ حَرِجٌ" (۷) کا معنی تنگ سینہ ہے۔ عزالدین بن عبدالسلام ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيكُم فِي الدِّينِ مِن حَرَجٍ﴾ (۸) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام میں تنگی کو ختم کر دیا ہے کیونکہ اسلام میں کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جس کی سزا سے بچنے کا کوئی طریقہ یا وسیلہ نہ ہو جیسے گناہوں سے معافی، توبہ اور قسموں کی کفارہ کے ذریعے ممکن ہے اور سفر وبیماری کی حالت میں نماز میں قصر اور روزہ میں افطار کی اجازت ہے اور عبادت واطاعت میں کوئی سخت مشقت نہیں رکھی۔ جبکہ اصطلاح میں ایسی تنگی کو حرج کہا جاسکتا ہے جس سے بچنے کی کوئی صورت نہ ہو اور حکم شریعت پر عمل درآمد میں اس سے واسطہ پڑتا ہو۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے احکام شرعیہ میں تنگی نہیں رکھی بلکہ آسانی اور تخفیف پیدا کی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ﴾ (۱۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے وہ تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا ہے۔

حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ." (۱۱)

دین (اسلام) تو آسان (احکام شرعیہ کا نام) ہے۔

۳۔ مَشَقَّت کا معنی و مفہوم:

مشقت کا لفظ "شــق" سے مشتق ہے جس کا معنی کسی شے کا پھٹ جانا ہے، پھر اسے کسی شے کے پھاڑنے کے معنی میں استعمال کیا جانے لگا۔ بعدازیں ہر مشکل کام کے معنی کی ادائیگی کیلئے مشقت کا لفظ استعمال کیا جانے لگا۔ (۱۲) جیسا کہ قرآن کہتا ہے:

﴿وَتَحْمِلُ اَثْقَالَکُمْ اِلٰی بَلَدٍ لَّمْ تَکُوْنُوْا بَالِغِیْہِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ﴾ (۱۳)

ترجمہ: اور (یہ جانور) تمہارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں جہاں تک تم سخت مشقت کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔

اصولیین نے مشقت کی اصطلاحی تعریف ذکر نہیں اور شاطبی کی کوشش بھی تقریباً تین صفحات پر مشتمل ہے۔ (۱۴) لیکن اصطلاح میں مشقت سے مراد وہ مشکل یا پریشانی ہے جو اچانک پیش آجائے یا کسی وقتی صورتحال میں پیدا ہو جائے تو اسے شریعت میں دور کر دیا جاتا ہے جیسے سفر میں روزہ نہ رکھنا وغیرہ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ احکام شرعیہ میں اسی مشقت کی نفی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

i۔ ﴿لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا﴾ (۱۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی انسان کو تکلیف مالایطاق نہیں دیتا۔

ii۔ ﴿یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ﴾ (۱۶)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے لئے تنگی و مشقت نہیں چاہتا۔

ان دو آیات سے اصولیین نے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے۔

"اَلْمَشَقَّۃُ تَجْلِبُ التَّیْسِیْرَ." (۱۷)

ترجمہ: مشقت آسانی لاتی ہے۔

۴۔ تخفیف کیلئے مشقت کا ضابطہ کار:

اصولیین نے مشقت کی دو قسمیں ذکر کی ہیں جنہیں مکلّف کو برداشت کرنا پڑتا ہے اور یہ مشقتیں "مایطاق" ہیں:

i۔ وہ مشقت جو مکلفین کو عبادات میں برداشت کرنا پڑتی ہے اور یہ مالا یطاق نہیں ہے جیسے وضوء، گرمی و سردی میں نماز قائم کرنے، نماز فجر، گرمیوں میں روزے رکھنے، حج اور جہاد کی مشقتیں وغیرہ۔

یہ مشقتیں ساقط نہیں ہوسکتیں کیونکہ ایسا کرنے سے عبادات وطاعات کی مصالح مفقود ہو جاتی ہیں گویا ان مشقتوں میں تخفیف کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

ii۔ یہ مشقت عام طور پر عبادت میں نہیں پائی جاتی۔ اس کی تین اقسام ہیں:

اوّل: وہ مشقت جو جان لیوا ثابت ہو۔ اس میں تخفیف اور ترخیص ہوتی ہے جیسے جان اور اعضاء کے تلف ہونے کی مشقت۔ لہٰذا مصالح دارین کے حصول کیلئے جان اور اعضاء کا تحفظ ضروری ہے۔

دوم: وہ مشقت جو خفیف ہو جیسے انگلی میں درد ہونا یا معمولی سر درد ہونا۔ ایسی مشقت تخفیف کی متقاضی نہیں ہوتی کیونکہ ایسی معمولی مشقت برداشت کرنے کے مقابلے میں عبادات سے حاصل ہونے والی مصالح کئی درجے اولیٰ ہیں۔

سوم: وہ مشقت جو خفیف اور شدید کے درمیان ہو لہٰذا جب یہ مشقت عُلیا ہو تو تخفیف واجب ہوگی اور جب مشقت معمولی ہوگی تو تخفیف واجب نہیں ہوگی۔ (۱۸)

مشقت اصل میں شریعت کا مقصد نہیں لیکن بعض اوقات ضمناً مشقت ہوتی ہے جس کی حیثیت مکلفین کو تکلیف پہنچانا نہیں بلکہ ان کی بہتری مقصود ہوتی ہے جیسے طبیب مریض کو کڑوی دوائی اسے تکلیف پہنچانے کیلئے نہیں بلکہ شفایابی کیلئے دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فرضیت کے بارے فرمایا ہے:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ﴾ (۱۹)

ترجمہ: قتال تم پر فرض کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ تمہیں پسند نہیں ہے لیکن ہوسکتا ہے جو چیز تمہیں پسند نہ ہو وہ تمہارے لئے مفید ہو اور ہوسکتا ہے کہ جسے تم پسند کرتے ہو وہی چیز تمہارے لئے نقصان دہ ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بُری بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (۲۰)

ترجمہ: ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے خیر کثیر رکھی ہو۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کہیں مشقت کا پہلو ہو تو یقیناً مکلفین کیلئے مصالح اور بھلائی کا حصول یا پھر ان کو مفاسد سے بچانا مقصود ہوتا ہے۔

۵۔ تخفیف پیدا کرنے اور تنگی دور کرنے کے دلائل:

اسلام دین فطرت ہے اس کے تمام احکام میں آسانی کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور تمام شریعتوں کا بنیادی مقصد مکلفین کے احکام

میں نرمی پیدا کرنا رہا ہے۔ تخفیف پیدا کرنے اور تنگی دور کرنے سے مقاصد شریعت کا حصول ہوتا ہے۔

قرآن وسنت میں احکام شریعت میں تخفیف پیدا کرنے اور تنگی دور کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو کہ مقاصد شریعت کے حصول کا ذریعہ ہے اسے ابن عاشور نے مقاصد شریعہ قطعیہ میں سے شمار کیا ہے اور لکھا ہے تخفیف اور آسانی پیدا کرنا دین کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔(۲۱)

i۔ تخفیف اور آسانی پیدا کرنے کے قرآنی دلائل:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اول: ﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾(۲۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور وہ تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم، توَّاب اور حکیم ہے لہٰذا اس ذاتِ اقدس کے رحیم ولطیف اور حکیم ہونے کا تقاضا یہی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو فائدہ عاجلہ (جلد) اور آجلہ (دیر) کے بغیر مشقت میں نہ ڈالے۔(۲۳) شریعت کی بنیاد تخفیف پر ہے۔(۲۴)

دوم: ﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ﴾(۲۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم سے (پابندیوں کا بوجھ) ہلکا کرنا چاہتا ہے۔

سوم: ﴿ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِىْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ﴾(۲۶)

ترجمہ: وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اُن سے اِن کے بوجھ اور ان کی پابندیوں اور سختیوں کو دور کرتے ہیں۔

عزالدین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے تکالیف شاقہ کے ختم کرنے کو بھاری بھرکم بوجھ کے دور کرنے سے تشبیہ دی ہے اور "اصر" سے عہدِ ثقیل مراد ہے جس کا مکلّف سابقہ امم کو بنایا گیا تھا۔(۲۷)

چہارم: ﴿ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ﴾(۲۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔

امام رازی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"معنى الوسع ما يقدر الانسان عليه فى حال السعة والسهولة لا فى حال الضيق والشدة"(۲۹)

ترجمہ: جو احکام انسان پر خوشحالی اور آسانی کی حالت میں لازم ہوتے ہیں وہ تنگی کی حالت میں لازم نہیں ہوتے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے جسے طاعات کی بجا آوری کا مکلّف بنایا جائے لیکن وہ ان میں سے کچھ کی ادائیگی کر سکے اور

باقی کی ادائیگی سے معذور اور عاجز ہو تو وہ حسب استطاعت بجالائے اور باقی جس سے وہ عاجز ہو وہ ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ شرعی اوامر ونواہی مکلفین کی استطاعت کے مطابق ہوتے ہیں اسی طرح انہیں ان احکام کی بجا آوری کا حکم دیا جاتا ہے جن کی وہ استطاعت رکھتے ہوں۔

اللہ تعالیٰ حسب استطاعت احکام کا مکلّف بناتا ہے اور تنگی کے باعث احکام کا مکلّف نہیں بناتا۔(۳۰) اسی لئے یہی دین کی اصل اور اسلامی شریعت کا سب سے اہم رکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی ہم پر بوجھ ڈالا اور نہ ہی ہمیں مشقت سے دوچار کیا۔(۳۱)

ii۔ تنگی دور کرنے کیلئے قرآنی دلائل:

اللہ تعالیٰ نے احکام شریعت میں تنگی نہیں رکھی۔ اس پر قرآنی آیات بیّن دلیل ہیں:

اول: ﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾(۳۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم پر دین کے معاملے میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

اسی آیت سے امام مالک اور امام شافعی نے استدلال کرتے ہوئے لکھا کہ حج کی موقع پر صرف دشمن کی قید کی وجہ سے ہی احرام کھولنا جائز نہیں بلکہ کسی اور عذر کی وجہ سے بھی احرام کھولنا جائز ہے۔(۳۳) اگر مُحرِم کی ایک ٹانگ ٹوٹ جائے اور عمرہ اور حج کی ادائیگی کیلئے واپس لوٹنا مشکل ہو جائے ننگے سر، بغیر لباس، خوشبو اور تیل لگائے، ناخن اور بال کاٹے بغیر زندگی گزارنا یقیناً مشقت کا باعث ہے جو شارع کی رحمت اور اپنے بندوں پر شفقت سے بعید ہے۔(۳۴)

دوم: ﴿ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ ﴾(۳۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تنگی پیدا کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

امام ابوبکر جصاص رازی ﴿مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ ﴾(۳۶) کے تحت لکھتے ہیں:

> **نفى الله تعالىٰ عن نفسه ارادة الحرج بنا، ساغ الاستدلال بظاهره فى نفى الضيق واثبات التوسعة فى كل ما اختلف فيه عن احكام السمعيات فيكون القائل بمايوجب الحرج والضيق محجوجا بظاهر هذه الاية"** (۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ تنگی کی نفی کرنے کا ارادہ فرمایا ہے لہٰذا اس کے ظاہر سے مختلف فیہ احکام میں تنگی کی نفی اور وسعت کے اثبات پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ تو جو شخص حرج اور تنگی کو واجب کرنے والے امور کا قائل ہے تو اس آیت کا ظاہر اس کے خلاف حجت ہے۔

لہٰذا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ تعسیر کے مقابلے میں ترخیص کی دلیل کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی نرمی اور آسانی پیدا کرنے والا ہے اور ہمارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا اور اس نے عبادات اور طاعت کے کاموں میں تنگی نہیں رکھی۔(۳۸)

مزید آیات (۳۹) بھی تنگی دور کرنے پر دلالت کرتی ہے۔

iii۔ تخفیف پیدا کرنے اور تنگی دور کرنے کے سنت سے دلائل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث احکام شریعت میں تخفیف پیدا کرنے اور تنگی ختم کرنے پر دلالت کرتی ہیں:

اول: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری (۴۰) کو یمن بھیجا تو انہیں تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

"بَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَيَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا." (۴۱)

تم دونوں خوشخبری سنانا نفرت پیدا نہ کرنا، آسانی پیدا کرنا اور تنگی پیدا نہ کرنا۔

دوم: " مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ اَمْرَيْنَ اِلَّا اخْتَارَ اَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا، فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ." (۴۲)

ترجمہ: رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو باتوں میں سے ایک کے منتخب کرنے کا اختیار دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں زیادہ آسان کو اختیار کرتے بشرطیکہ وہ گناہ والی بات نہ ہوتی۔ اگر وہ گناہ والی بات ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے کوسوں دور ہوتے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر کوئی کام حرام یا مکروہ نہ ہو تو زیادہ آسانی والے کام کو اختیار کرنا مستحب ہے۔

سوم: عزالدین نے "اَلْاِسَاءَةُ الْقَوْلِيَّةُ وَالْفِعْلِيَّةُ" میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذکر کیا ہے:

"هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ" قَالَهَا ثَلَاثًا." (۴۳)

ترجمہ: مبالغہ کرنے والے ہلاک ہوگئے۔ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی۔

"متنطعون" سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی قول یا فعل کی کھال ادھیڑنے والے، ان میں غلو سے کام لینے والے اور حدود سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرامین عام احکام شرعیہ میں تخفیف پیدا کرنے اور تنگی دور کرنے کو بیان کرتے ہیں۔

چہارم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کیلئے احکام شرعیہ میں تخفیف پیدا کرنے اور تنگی کو دور کرنے کا بڑا خیال رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی اہمیت اور فوائد کے باوجود فرمایا:

" لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ." (۴۴)

ترجمہ: اگر مجھے اپنی امت کی مشقت اور تنگی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کیلئے مسواک کرنے کا ضرور حکم دیتا۔

مسواک کی مصلحت منہ میں پائی جانے والی بو کی مشقت برداشت کی مصلحت سے زیادہ بڑی ہے۔

پنجم: "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لَا اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً فَيَتَّبِعُوْنِىْ وَلَا تَطِيْبُ اَنْفُسُهُمْ فَيَقْعُدُوْا بَعْدِىْ." (۴۵)

ترجمہ: اس ذات اقدس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر مومنین پر دشوار نہ ہوتا تو میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے والے ہر لشکر کے ساتھ شرکت کرتا لیکن میرے پاس ان کیلئے سواریوں کا بندوبست نہیں۔ نہ ان کے پاس سواریاں ہیں کہ وہ میرے ساتھ جاسکیں اور وہ میرے پیچھے رہ جانے پر خوش بھی نہیں ہیں۔

ان دونوں احادیث میں امت کو مشقت سے بچانے کیلئے احکام صادر فرمائے گئے ہیں۔

ششم: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعدد فرامین میں تخفیف پیدا کرنے کا حکم دیا اور سختی اور تنگی پیدا کرنے سے روکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو اپنی طاقت کے مطابق عمل کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اجر وثواب دینے سے نہیں اکتاتا حتیٰ کہ تم خود عبادات سے اکتا جاتے ہو۔ (۴۶)

ہفتم: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین صحابہ کے شادی نہ کرنے، صائم الدھر ہونے اور قائم اللیل ہونے کے عزم کا پتہ چلا تو فرمایا کہ ایسے لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اس طرح کہتے ہیں لیکن میں نماز بھی پڑھتا ہوں رات کو سوتا بھی ہوں روزہ رکھتا بھی ہوں اور روزہ کھولتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں جس نے میرے طریقے سے منہ موڑ لیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (۴۷)

مذکورہ تمام احادیث میں تخفیف پیدا کرنے اور امت سے تنگی دور کرنے کے احکام موجود ہیں ان کے ذریعے دنیوی اور اخروی سعادتوں کا حصول ہوسکتا ہے۔

۶۔ تخفیف کی اقسام:

احکام شریعت کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ تخفیف کی سات اقسام ہیں:

i۔ تخفیف اِسقاط یعنی مامور بہ کو ساقط کرنا۔

ii۔ تخفیف تنقیص یعنی مامور بہ میں کمی کرنا۔

iii۔ تخفیف اِبدال یعنی مامور بہ کو بدل دینا۔

iv۔ تخفیف تقدیم یعنی مامور بہ کو وقت سے مقدم کرنا۔

v۔ تخفیف تاخیر یعنی مامور بہ کو وقت سے مؤخر کرنا۔

vi۔ تخفیف ترخیص یعنی مامور بہ کی ادائیگی میں رخصت دینا۔

vii۔ تخفیف تغییر یعنی مامور بہ کی ادائیگی کی کیفیت تبدیل کرنا۔

i۔ تخفیف اسقاط یعنی مامور بہ کو ساقط کرنا:

مکلفین کی آسانی کیلئے بعض اوقات مامور بہ کو ساقط کر کے ان کیلئے تخفیف پیدا کر دی جاتی ہے اور یہ اسقاط صرف انتہائی ضرورت یا کسی متوقع تنگی کو دور کرنے کیلئے کیا جاتا ہے جیسے نماز جمعہ، روزہ، حج اور عمرہ وغیرہ انتہائی معذوری اور تنگی کی صورت میں ساقط کر دیئے جاتے ہیں۔ مجبوری کے عالم میں لونڈیوں سے شادی کا جواز، کفار مسلمانوں کو ڈھال بنائیں تو ان کے قتل کا جواز (۴۸)، کسی مسلمان کی زندگی کی بقاء کیلئے یا اسے نقصان سے بچانے کیلئے جھوٹ کا جواز (۴۹) وغیرہ میں مامور بہ کو ساقط کر کے تخفیف پیدا کر دی جاتی ہے۔ یہ تخفیف صرف انتہائی مجبوری کی صورت میں ہوتی ہے۔

ii۔ تخفیف تنقیص یعنی مامور بہ میں کمی کرنا:

مکلفین کے حالات کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے مامور بہ میں کمی کر دی ہے جیسے مسافر کیلئے نماز قصر ہے۔ مریض کیلئے نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرنے کی اجازت۔

iii۔ تخفیف ابدال یعنی مامور بہ کو بدل دینا:

مکلفین پر مامور بہ کی ادائیگی ناممکن ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس مامور بہ کے عوض دوسرا مامور بہ دے کر تخفیف پیدا کر دی ہے جیسے وضوء اور غسل جنابت کیلئے پانی ضروری ہے لیکن اس کی عدم دستیابی کی صورت میں وضوء اور غسل کی جگہ تیمّم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَمۡ تَجِدُوۡا مَآءً فَتَيَمَّمُوۡا صَعِيۡدًا طَيِّبًا ﴾ (۵۰)

ترجمہ: تم پانی نہ پاؤ تو پاکیزہ مٹی سے تیمّم کرلو۔

اسی طرح نماز میں قیام ممکن نہ ہو تو بیٹھ جانا، پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنا، اشارے کے ساتھ نماز پڑھنا اور کفارات میں اختیار دیا جانا بھی اسی کی امثلہ ہیں۔

iv۔ تخفیف تقدیم یعنی مامور بہ کو وقت سے مقدم کرنا:

مکلفین کی آسانی کیلئے بعض اوقات مامور بہ کو مقررہ وقت سے قبل ادائیگی کی بھی اجازت دی جاتی ہے جیسے زکوٰۃ کے وجوب سے قبل اسے ادا کرنا اور قسم کے توڑنے سے قبل اس کا کفارہ ادا کرنا وغیرہ۔

v۔ تخفیف تاخیر یعنی مامور بہ کو وقت سے مؤخر کرنا:

اوامر کا مقصد اصل میں مقاصد شریعت کا حصول ہے اگر ان کا حصول ممکن نہ رہے تو مامور بہ کی ادائیگی میں تاخیر کر دی جاتی ہے

تا کہ مقاصد حاصل ہوسکیں جیسے ظہر کی نماز کو عصر کے وقت اور مغرب کی نماز کو عشاء کے وقت تک مؤخر کرنا حالات کے مطابق جائز ہے۔

عزالدین نے ذکر کیا ہے:

"كُلُّ تَصَرُّفٍ تَقَاعَدَ عَنْ تَحْصِيلِ مَقْصُودِهِ فَهُوَ بَاطِلٌ." (۵۱)

ترجمہ: ہر وہ عمل جس سے مقاصد شریعت حاصل نہ ہوں وہ باطل ہے۔

حالات کے پیش نظر مامور بہ کو مؤخر کرنا اسے باطل کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس میں مکلفین کیلئے رعایت اور آسانی مطلوب ہوتی ہے اور بعض اوقات یہ تاخیر لوگوں کیلئے ترغیب کا باعث بنتی ہے جیسے اسلام کے ابتدائی ایام میں نماز فرض نہیں ہوئی بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کے بعد فرض ہوئی، زکوٰۃ ہجرت مدینہ کے بعد اور اسی طرح جہاد بھی ہجرت مدینہ کے بعد فرض ہوا۔

بقول عزالدین:

"هٰذِهِ كُلُّهَا مَصَالِحُ أُخِّرَتْ لِمَا فِيْ تَقْدِيْمِهَا مِنَ الْمَفَاسِدِ الْمَذْكُوْرَةِ." (۵۲)

ترجمہ: ان تمام مصالح کو صرف اس لئے مؤخر کیا گیا کہ اگر انہیں مقدم کیا جاتا تو مذکورہ مفاسد پیدا ہو جاتے۔

بعض اوقات ان کی تاخیر ضرورت کی وجہ سے کی جاتی ہے مثلاً ڈوبنے والے کو بچانے کیلئے نماز اور روزہ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا وغیرہ۔

vi۔ تخفیف ترخیص یعنی مامور بہ کی ادائیگی میں رخصت دینا:

جب مامور بہ کو اس کی شرائط وقیود کے ساتھ ادا کرنا ممکن نہ رہے تو اس صورت میں بعض حالات وواقعات کے پیش نظر اس مامور بہ کی ادائیگی میں رعایت پیدا کردی جاتی ہے جیسے حَدَث لاحق ہو جانے کی صورت میں تیمّم کے ساتھ نماز کی ادائیگی کرنا، علاج کیلئے ناپاک اشیاء کا استعمال کرنا اور جبر واکراہ کے وقت کلمہ کفر کی ادائیگی وغیرہ۔

عزالدین تخفیف کی اس قسم کے بارے کہتے ہیں:

"وَيُعَبَّرُ عَنْ هٰذَا بِالْإِطْلَاقِ مَعْ قِيَامِ الْمَانِعِ أَوْ بِالْإِبَاحَةِ مَعْ قِيَامِ الْحَاضِرِ." (۵۳)

ترجمہ: یہ رعایت اور تخفیف صرف اسی صورت میں ہوگی جب کسی مامور بہ کی بجا آوری میں کوئی روکاٹ موجود ہو اور مقاصد شریعت کا حصول اس رعایت اور تخفیف کے بغیر ناممکن ہو۔

vii۔ تخفیف تغیر یعنی مامور بہ کی ادائیگی کی کیفیت تبدیل کرنا:

بعض اوقات مامور بہ کی کیفیت تبدیل کردی جاتی ہے جیسے حالت خوف میں نماز کے معروف طریقے میں تبدیلی۔ (۵۴)

سابقہ تمام بحث سے یہ بات اخذ کی جاسکتی ہے کہ اللہ نے اپنے احکامات میں تنگی اور مشقت کو ختم کردیا ہے، اور اپنے بندوں

کے لئے آسانی پیدا کر رکھی ہے۔ اور اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے احکام میں آسانی چاہتا ہے تنگی نہیں چاہتا، اگر کچھ مامورات کی بجا آوری میں کہیں معمولی اور قابل برداشت مشقت کا سامنا کرنا پڑے جو دنیا و آخرت کے مصالح کے حصول میں اہم کردار کا حامل ہو تو مشقت برداشت کرنے کے مقابلے میں اس کے فوائد زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ مقاصد شریعت کے حصول کے لئے مامورات میں ایسی تبدیلی کر دیتا ہے جو مامور بہ کو ساقط کرنے، کمی کرنے، بدل دینے، وقت سے مقدم یا مؤخر کرنے یا مامور بہ کی ادئیگی میں رخصت دینے کی صورت میں ہوتی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ تخفیف اور آسانی پیدا کرنا۔

۲۔ تنگی اور مشقت دور کرنا۔

۳۔ ابن فارس، احمد بن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، مکتب الأعلام الاسلامی، ۱۴۰۴ھ: ۶/ ۱۵۵۔

۴۔ مقری، احمد بن محمد فیومی، المصباح المنیر فی غریب شرح الکبیر، المطبعۃ الامیریۃ، قاہرہ، ۱۹۲۶ء: ۲/ ۹۳۷: ابن منظور، محمد بن مکرم لسان العرب دار صادر، بیروت: ۵/ ۲۹۵، ۲۹۶: عزالدین بن عبدالسلام، تفسیر القرآن، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، ۲۰۰۲ء: ۶۵۶۔

۵۔ محمد بن جریر، تفسیر طبری، مصطفیٰ البابی، مصر، ۱۹۶۸ء: ۲/ ۹۱۔ ڈاکٹر محمود احمد غازی کے بقول: یسر سے مراد وہ آسانی ہے جو شریعت کے کسی حکم کو انجام دیتے ہوئے یا شریعت کے محرمات سے اجتناب کرتے ہوئے اختیار کرنا ممکن ہو۔ جہاں شریعت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے مطلوبہ آسانی ممکن نہ ہو وہاں یسر کے نام پر شریعت کے حکم کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ (محاضرات فقہ: ۳۲۰)۔

۶۔ معجم مقاییس اللغۃ: ۲/ ۵۰: زمخشری، محمود بن عمر، جار اللہ، اساس البلاغۃ، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان: ۷۹: تفسیر طبری: ۸/ ۲۱: ابن عربی محمد بن عبداللہ، احکام القران دار المعرفۃ، بیروت، لبنان: ۳/ ۱۳۰۴: تفسیر القران للعز: ۱۰۹۔

۷۔ المصباح المنیر: ۱/ ۱۷۵۔

۸۔ سورۃ الحج: ۲۲/ ۷۸۔ ترجمہ: اس نے تمہارے لئے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

۹۔ تفسیر القرآن للعز: ۳۵۲: الاشارۃ الی الایجاز: ۸۱۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ شریعت کے احکام پر عمل درآمد کے اگر دو طریقے ہوں، ایک طریقہ آسان ہو اور دوسرا مشکل ہو، تو اللہ تعالیٰ نے مشکل راستہ اختیار کرنے کا حکم نہیں دیا۔ لہٰذا جہاں بھی مشکل راستہ نظر آئے وہاں ٹھہرو، سوچو، اگر مشکل راستے سے بچنے کا کوئی آسان راستہ ہو جس سے شریعت کے حکم پر عمل درآمد بھی ہو جائے اور مشکل سے بھی بچا جائے تو مشکل سے بچو جیسے وسائل کی موجودگی میں پیدل حج کرنا افضل نہیں ہے۔ (محاضرات فقہ: ۲۳۱)۔

۱۰۔ سورۃ البقرہ: ۲/ ۱۸۵۔

۱۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ الجامع الصحیح، کتاب الایمان، باب الدین یسر، دار ابن کثیر، بیروت، لبنان، ۱۹۸۷ء حدیث نمبر: ۳۹،

ا/۲۲: محمد ابن حبان، صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب ماجاء فی الطاعات ثوابہا، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۳ء، حدیث نمبر: ۵۵۱، ۲/۶۳۔

۱۲۔ معجم مقاییس اللغۃ: ۳/۱۷۰: لسان العرب: ۱۰/۱۸۳۔

۱۳۔ سورۃ النحل: ۱۶/۷۔

۱۴۔ شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، ابواسحاق، الموافقات فی اصول الشریعۃ، دارالفکر العربی، مصر: ۲/۱۱۹-۱۲۱، ۱۴۸-۱۵۹ جس سے مشقت کی اصطلاحی تعریف سمجھ نہیں آسکتی۔

۱۵۔ سورۃ البقرہ: ۲/۲۸۶۔

۱۶۔ سورۃ البقرہ: ۲/۱۸۵۔

۱۷۔ سیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، الاشباہ والنظائر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان ۱۹۸۳ء: ۷۶: ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، دارالفکر، دمشق: ۸۴۔

۱۸۔ عزالدین بن عبدالسلام، قواعد الاحکام فی اصلاح الانام، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، ۲۰۰۳ء: ۲۶۰، ۲۶۱: الموافقات: ۲/۱۵۶: الاشباہ والنظائر للسیوطی: ۸۲: الاشباہ والنظائر لابن نجیم: ۹۰-۹۳: احمیدان، زیاد محمد، مقاصد الشریعۃ الاسلامیۃ، موسسۃ الرسالۃ، ناشرون، بیروت، ۲۰۰۴ء: ۲۲۸۔

۱۹۔ سورۃ البقرہ: ۲/۲۱۶۔

۲۰۔ سورۃ النساء: ۴/۱۹۔

۲۱۔ طاہر ابن عاشور، مقاصد الشریعۃ الاسلامیہ: ۲۳۵، ۲۳۶۔

۲۲۔ سورۃ البقرہ: ۲/۱۸۵۔

۲۳۔ عزالدین بن عبدالسلام، شجرۃ المعارف، بیت الافکار الدولیۃ، ریاض، سعودی عرب: ۳۵۱۔

۲۴۔ آمدی، علی بن ابوعلی محمد، سیف الدین الاحکام فی اصول الاحکام، دارالحدیث، خلف الازہر، قاہرہ: ۴/۳۵۷۔

۲۵۔ سورۃ النساء: ۴/۲۸۔

۲۶۔ سورۃ الاعراف: ۷/۱۵۷۔

۲۷۔ عزالدین بن عبدالسلام، الاشارہ الی الایجاز، مکتبہ توحید وسنت، پشاور: ۷۸۔

۲۸۔ سورۃ البقرہ: ۲/۲۸۶۔

۲۹۔ ابوعبداللہ محمد بن عمر فخرالدین رازی، تفسیر کبیر: ۷/۹۴۔

۳۰۔ قرطبی، محمد بن احمد، تفسیر القرطبی، دارتراث العربی، بیروت: ۳/۴۲۹، ۴۳۰۔

۳۱۔ احکام القرآن لابن العربی: ۱/۲۶۴۔

۳۲۔ سورۃ الحج: ۲۲/۷۸۔

۳۳۔ ابن رشد، محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد، دار نشر الکتب الاسلامیۃ، لاہور: ۲۵۹/۱؛ تفسیر قرطبی: ۳۷۱/۲؛ نووی، یحییٰ بن شرف، المجموع شرح المہذب، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان: ۲۹۴/۸۔

۳۴۔ قواعد الاحکام: ۲۶۴۔

۳۵۔ سورۃ المائدہ: ۶/۵۔

۳۶۔ سورۃ المائدہ: ۶/۵۔

۳۷۔ ابوبکر، احمد بن علی الجصاص الرازی، احکام القرآن: ۴۳۹/۵۔

۳۸۔ قواعد الاحکام: ۲۵۲۔

۳۹۔ دیکھئے: ﴿لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ حَرَجٌ﴾ (سورۃ التوبہ: ۹۱/۹)، ﴿لَیْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ﴾ (سورۃ النور: ۶۱/۲۴)، (سورۃ الفتح: ۱۷/۴۸)، ﴿لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ﴾ (سورۃ الاحزاب: ۳۷/۳۳)۔

۴۰۔ یہ عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں۔ ۲۱ ق ھ یمن میں پیدا ہوئے۔ ہجرت مدینہ سے پہلے اسلام قبول کیا، ہجرت حبشہ میں شامل تھے۔ فتح خیبر کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کے کچھ علاقے اور عدن کا عامل مقرر کیا۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کوفہ کے عامل رہے۔ آپ نے کوفہ میں ۴۴ھ میں وفات پائی۔ آپ سے ۳۵۵/احادیث مروی ہیں۔ (زرکلی، خیر الدین، الاعلام، دار العلم للملائیین، بیروت، لبنان: ۱۱۴/۴)۔

۴۱۔ صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب ما یکرہ من التنازع، حدیث نمبر: ۲۸۷۳، ۱۱۰۴/۳؛ مسلم بن حجاج قشیری، الجامع الصحیح، فرید بک سٹال، لاہور، ۱۹۹۹ء کتاب الاشربۃ، باب بیان عن کل مسکر خمر ...... ، حدیث نمبر: ۵۰۹۹، ۲۵۶/۶؛ صحیح ابن حبان، کتاب الاشربۃ، باب آداب الشرب، حدیث نمبر: ۵۳۷۳، ۱۹۴/۱۲؛ بیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبریٰ للبیہقی، مکتبہ دار الباز، مکہ مکرمہ، ۱۹۹۴ء، کتاب قتال اہل البغی، باب جواز تولیۃ الامام من ینوب عنه، حدیث نمبر: ۱۶۳۷۶، ۱۵۴/۸؛ قواعد الاحکام: ۲۵۲۔

۴۲۔ صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب اقامۃ الحدود، حدیث نمبر: ۶۴۰۴، ۲۴۹۱/۶؛ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ترک الانتقام الا للّٰہ تعالیٰ، حدیث نمبر: ۵۹۲۵، ۷۶/۶، ۷۷؛ سجستانی، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی التجاوز فی الامر، دار الفکر بیروت حدیث نمبر: ۴۷۸۷، ۳۹۶/۴؛ مالک بن انس، موطا امام مالک، دار احیاء تراث العربی، مصر، کتاب حسن الخلق، باب ما جاء فی حسن الخلق، حدیث نمبر: ۱۶۰۳، ۹۰۲/۲؛ شجرۃ المعارف: ۳۳۳۔

۴۳۔ صحیح مسلم، کتاب العلم، باب النہی عن اتباع متشابه القرآن، حدیث نمبر: ۶۹۶۰، ۳۹۶/۷۔ سنن ابی داؤد، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنة، حدیث نمبر: ۴۶۱۰، ۳۳۰/۴۔ احمد بن حنبل، المسند مؤسسۃ قرطبہ مصر، حدیث نمبر: ۵۵۳۶، ۳۸۶/۱۔ قواعد الاحکام: ۴۷۹۔ شجرۃ المعارف: ۴۷۵۔

۴۴۔ صحیح بخاری، کتاب الجمعہ، باب السواک یوم الجمعه، حدیث نمبر: ۸۴۷، ۳۰۳/۱۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب السواک، حدیث نمبر: ۴۹۷، ۹۰۹/۱۔

۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضل الجهاد ......، حدیث نمبر: ۴۸ ۴۷، ۸۸۱/۵۔ مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۴۸۱، ۳۱۳/۲۔ صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب الخروج و کیفیة الجهاد، حدیث نمبر: ۴۷۳۷، ۳۹/۱۱۔ صنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، المصنف المکتبہ الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۳ھ کتاب الجہاد، باب فضل الجهاد، حدیث نمبر: ۹۵۲۹، ۲۵۳/۵۔

۴۶۔ صحیح بخاری کتاب الایمان، باب احب الدین الی اللّٰہ ادومه، حدیث نمبر: ۴۳، ۲۴/۱۔ صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب فضیلة العمل الدائم، حدیث نمبر: ۱۷۲۴، ۵۳۶/۲۔ سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب ما یؤمر به من القصد فی الصلوٰۃ، حدیث نمبر: ۱۳۷۰، ۵۱۹/۱۔ صحیح ابن حبان، کتاب صلوٰۃ، باب مواقیت الصلوٰۃ، حدیث نمبر: ۱۵۷۸، ۴۴۶/۴۔ ابن خزیمہ محمد بن اسحاق، الصحیح، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۹۷۰ء باب ذکر الدلیل علی ان النبی ﷺ......، حدیث نمبر: ۱۲۸۲، ۲۶۴/۲۔

۴۷۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، حدیث نمبر: ۴۷۷۶، ۱۹۴۹/۵۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح، لمن استطاع، حدیث نمبر: ۳۲۹۹، ۷۸۰/۳۔

۴۸۔ قرافی، احمد بن ادریس بن عبدالرحمٰن، شرح تنقیح الفصول فی الاصول، المطبعة الخیریة، مصر، ۱۳۰۶ھ: ۱۹۹۔

۴۹۔ غزالی، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان: ۱۳۸/۳۔ عزالدین بن عبدالسلام، الفوائد فی اختصار المقاصد، دارالفکر المعاصر، دمشق، ۱۴۱۶ھ: ۱۱۱۔

۵۰۔ سورۃ المائدہ: ۶/۵۔

۵۱۔ قواعد الاحکام: ۴۴۲۔ قرافی نے بھی لکھا ہے کہ ہر وہ سبب جسے اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کیلئے بنایا ہو اور وہ حکمت پوری نہ ہو تو وہ سبب جائز نہیں۔ لہٰذا مجنوں کیلئے حدود و تعزیرات نہیں ہیں۔ (قرافی، احمد بن ادریس، الفروق، عالم الکتب بیروت، لبنان: ۱۷۱/۳)۔

۵۲۔ قواعد الاحکام: ۶۹۔

۵۳۔ قواعد الاحکام: ۲۵۹۔

۵۴۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، دارالفکر، دمشق: ۱۵۰/۱۔